Al-Abṣār (Research Journal of Fiqh & Islamic Studies)
ISSN: 2958-9150 (Print) 2958-9169 (Online)
Published by: Department of Fiqh and Shariah, The Islamia University of Bahawalpur.
Volume 03, Issue 01, January-June 2024, PP: 195-212
DOI: https://doi.org/10.52461/al-abr.v2i2.2427
Open Access at: https://journals.iub.edu.pk/index.php/al-absar/about

ابن رشد کے فقہی و علمی افکار کا تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of Averroes' Thoughts about Jurisprudence and Knowledge

Dr. Ahmad
Assistant Professor, Islamic Studies, Punjab University of Technology Rasul Mandi Bahauddin.
drche313@gmail.com

Dr. Muhammad Shafeeq
Head of the Department of Islamic Studies, The Green International University, Lahore.
m.shafeeq78692@gmail.com

Abstract

Islam encourages knowledge. The early revelation of Almighty on his Last Prophet [PBUH] was about it. Prophet Muhammad told that Allah, the Exalted, bestows jurisprudence on whomsoever He intends good. Averroes (1126 – 1198), a great Muslim Scholasr, desired that Muslim Scholarship should continue research in every field. Muslim World knows him as a great jurist through his comparative study of jurists. He is having the position of the Great Imam in Islamic Jurisprudence. Like other jurists, he had liberal comprehension of the revealed text and he guided the students in adopting the virtues of independent reasoning: Ijtihad, by an Islamic law expert. He searched in every school of thought, noted their rules and examined them comparatively. As a theologian, he was closed to the Hanbali School and liked literal meanings of the text for common people. He was in favor of struggle, Jihad, toward righteousness for the rule of Shari'a. He was against the usuary and liked interest free economy obeying the Lord's order. He was also in favor of women and minorities' rights according to the Shari'a. He tried his best for the educational reforms. He was so balanced that he did not underestimate the value of any academic field. He presented his work using the high standards of research methodology.

Keywords
Independent, Jurisprudence, Literal, Reasoning, Reforms, Shari'a.

All Rights Reserved © 2022 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

1 موضوع کا تعارف

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنایا، تو آپؑ کو اپنے مقربین سے بھی بڑھ کر علم عطاء فرمایا۔ ہمارے نبی اکرم ﷺ ناخواندہ اور بدوی قوم میں مبعوث فرمائے گئے۔ آپ ﷺ پر پہلی وحی علم سے متعلق اتری، اور آپ ﷺ نے فقہ کو اللہ تعالیٰ کی عطاء کردہ خیر بتایا۔ عربوں کو موجودات میں اہل یونان کی سی تحقیق و جستجو کی عادت نہ تھی۔ تورات و انجیل کی علامات کے مطابق آپ ﷺ نے اپنی قوم کو کتاب و حکمت کا درس دیا۔ اللہ تعالیٰ، معاد اور دارین کے مابین کی پہچان کرائی۔ یہ ممکن نہیں کہ سابقہ کتب کلی طور تبدیل کر دی گئیں لیکن یہ شریعت تمام شرائع کی خاتم ہے۔

مسلم فکر کی تاریخ کی ایک نمایاں شخصیت، ابو الولید محمد بن احمد، ابن رشد، اندلسی عرب ہیں۔ یہ تحقیق چھٹی صدی ہجری کے اس نمایاں مفکر کے، بطور فقیہ اور ماہر تعلیم، چند افکار سے متعلق ہے، جو نبی اکرم ﷺ کی شان بیان کرتے ہیں کہ امکانی طور پر حضرت موسیٰؑ کی زندگی میں آپ ﷺ کی بعثت ہوتی، تو اس جلیل القدر پیغمبرؑ کے لیے آپ ﷺ کی پیروی کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا، آپ ﷺ سرخ و سیاہ تمام انسانوں کی طرف مبعوث فرمائے گئے، آپ ﷺ کے لیے تمام زمین مسجد کی طرح پاک قرار دی گئی، آپ ﷺ کے لیے مال غنیمت حلال تھا، رعب سے آپ ﷺ کی مدد فرمائی گئی اور شرک نہ کرنے کی صورت میں آپ ﷺ کو اپنی امت کی شفاعت کا اذن دیا گیا۔ احادیث کا یہ مفہوم ابن رشد کے دینی، فقہی و علمی افکار کا ماحصل ہے جن کی چند اہم خصوصیات درج ذیل ہیں:

2 اسلامی شریعت کی آئینی و قانونی حاکمیت

ابن رشد کو قرآن و سنت کی آئینی و قانونی بالادستی پر پختہ یقین ہے۔ آپ کی سوچی سمجھی رائے ہے کہ سابقہ شریعتیں کسی خاص قوم کے لیے تھیں۔ آپ ﷺ کو تمام انبیاء پر اس لحاظ سے بھی فضیلت ہے کہ آپ تمام انسانیت کے لیے آیات ربانی لائے۔ قیامت کے روز آپ ﷺ کے متبعین سب سے زیادہ ہوں گے۔ آپ ﷺ کا عظیم معجزہ قرآن کریم ہے۔ اس معجزے کی دلالت ممتاز ہے۔ یہ معجزہ حضرت موسیٰؑ کے عصاء اور حضرت مسیحؑ کے مردے زندہ کرنے، کوڑھی اور برص والے کو تندرست کرنے سے بہت بڑھ کر ہے۔[1] ابن رشد کا کہنا ہے کہ اسلامی شریعت نے تمام شریعتوں کو منسوخ کر دیا ہے۔ اہل کتاب کے عقیدہ و عمل کے بارے میں رعایت دی گئی ہے۔ اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ ان کی شریعت کو درست سمجھا جائے۔ ان کا ذبیحہ مجوس مشرکین کے برعکس ہمارے لیے مباح ہے۔ سابقہ شرائع پر اصرار کرنے والی اقوام عالم نے وحی الٰہی میں تحریف کی۔ اپنی عقل و حس کی بالادستی مانی۔ من مرضی کی آئین و قانون سازی کی۔ ابن رشد کے ہاں شرعی حکم ملنے کی صورت میں عقل و فطرت پر شریعت کو تقدیم اور ترجیح حاصل ہے۔ فقہائے کوفہ کے ایک اصول پر ان کا تبصرہ یہ ہے کہ بچے کے دو مدعی ہونے پر کسی کے حق میں فیصلہ نہ کیا جائے

تاوقتیکہ بستر کسی کے حق میں ثابت ہو۔ بستر کا پتہ نہ ہونے یا دونوں کے اس میں شریک ہونے پر اولاد دونوں کی ہوگی۔ آپ کہتے ہیں کہ احناف نے گویا فطرت کی بجائے شریعت کی رعایت کی ہے۔ بچے کے دو دعویدار عقلی طور پر محال ہیں۔ شریعت میں اس کا امکان رہتا ہے جیسا کہ سیدنا عمر فاروقؓ اور سیدنا علی المرتضیٰ سے نقل کیا گیا ہے۔[2]

2.1 اسلامی معاشی نظام پر پختہ یقین

دور جاہلیت میں عربوں نے تجارت میں اپنا نام کمالیا تھا۔ قریش کو تجارت کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کی الفت سے نواز رکھا تھا۔ تاریخ میں ہے کہ مسلمان تاجر اپنی ایماندارانہ تجارت کی وجہ سے نیک نام رہے ہیں۔[3]

ابن رشد نے دیگر علمائے اسلام کی طرح معاشی نظام کی تحقیقات میں وحی الٰہی کو اہمیت دی ہے۔ آپ اسلامی نظام معیشت پر کامل یقین رکھتے ہیں۔ آپ بجا کہتے ہیں کہ بیع غرر اور دھوکہ کی گنجائش نہیں۔ ان کی بعض صورتوں کے بارے میں شریعت نے گفتگو کی ہے اور بعض میں خاموشی اختیار کی ہے۔ صراحت کردہ صورتوں پر سب کا اتفاق ہے۔ اختلاف ہے بھی تو ناموں کی تشریح میں ہے۔ ایسی دھوکہ دہی کی شکلیں مختلف فیہ ہیں جن کی صراحت نہیں کی گئی۔

اسلامی نظام معیشت کی بنیاد صدقات اور سرمایہ کاری میں دولت کی گردش پر ہے۔ ہر گزرتے روز قدرتی وسائل اہمیت حاصل کر رہے ہیں۔ ابن رشد بتاتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ نے معدنیات میں نصاب مقرر کرنے اور سال گذرنے کی کوئی شرط عائد نہیں سمجھی۔ امام صاحب نے خمس نکالنا واجب قرار دیا ہے۔ ابن رشد کے مطابق فقہاء میں اختلاف کی بنیاد رکاز میں معدنیات کے شامل ہونے یا نہ ہونے کا سوال ہے۔ ابن رشد معدنیات کو سونے کے ڈھیلے اور چاندی سے دی گئی تشبیہ کو زیادہ واضح کہتے ہیں۔ اس میں اصول ترجیح یہ ہے کہ قدرتی وسائل زمین کا خزانہ ہیں۔ زمین کی کھیتی کی پیداوار میں نصاب اور سال گذرنے کی شرط نہیں ہے۔ اسی طرح قدرتی وسائل ہیں اور یہ مسئلہ عصر حاضر میں سمجھنا زیادہ آسان ہے۔

ابن رشد کو امام اعظم کے اس اصول سے اتفاق ہے کہ ایسا شخص جس کے لیے صدقہ لینا جائز ہو تو اس پر صدقہ واجب ہونا ناممکن ہے۔ آپ نے اس اصول کو ترجیح اس لیے دی ہے کہ ایک شخص کی ایک ہی مسئلے میں دو حالتیں نہیں ہو سکتیں۔ شریعت ایک جسم میں دو دل تسلیم نہیں کرتی۔ ایک شخص کیسے صاحب نصاب ہو سکتا ہے جب وہ خود دست سوال دراز کر رہا ہے۔

مؤلفۃ القلوب کا حکم آج تک باقی ہے یا نہیں؟ اور یہ صنف نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے زمانے سے مخصوص ہے یا امت بھی اس میں شامل ہے؟ ابن رشد کے مطابق امام مالکؒ کا رجحان مصالح کی طرف زیادہ رہتا ہے۔ اس لیے وہ اس کے وجود کو اب تسلیم نہیں کرتے۔ یہ حکم کمزوری کی حالت کے بارے میں تھا۔ اسلام نے قوت حاصل کر لی تو اس مد میں صدقات صرف کرنے کی ضرورت نہ رہی۔ امام شافعیؒ اور امام ابو حنیفہؒ امام وقت کے تصرف کے حق میں ہیں۔ ان کے مطابق حاکم اسلام پر ثابت قدمی کے لیے نو مسلموں کی دلجوئی کر سکتا ہے۔ ابن

رشد نے مسلمانوں کے حالات کو پھر تبدیل ہوتے دیکھ لیا تھا۔ آپ کی ترجیحی رائے مصلحت آمیز ہے کہ تمام اصناف کے احوال میں صَرف کرنا امام وقت کے لیے جائز ہے۔ وہ مخصوص حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے صَرف کرنے کی اجازت دے سکتا ہے۔[4]

2.2 تحقیقی اصول و قواعد کی پاسداری

ابن رشد فقہی تحقیق کے لیے قرآن و سنت کو اولین مصدر سمجھتے ہیں۔ آپ فقہاء کرام کے دلائل میں بیان کی گئی نصوص کو پرکھتے ہیں۔ ظہر کی نماز کے وقت کے بارے میں بعض فقہاء نے ابراد والی حدیث کو ترجیح دی کہ وہ نص ہے۔ دیگر فقہاء نے تاویل کی اور یہ سمجھا کہ وہ نص نہیں۔ انہوں نے اول وقت میں نماز ادا کرنے والی حدیث کے عموم کا تقاضا کہا۔ وقت زوال میں نماز اداء کرنے کے بارے میں اختلاف کی وجہ اہل مدینہ کے عمل اور حدیث میں تعارض کا پایا جانا ہے۔ ممنوع اوقات میں امام مالک ؒ اسے مستثنیٰ اس لیے قرار دیتے ہیں کہ انہوں نے اہل مدینہ کا عمل دو اوقات میں محدود پایا۔ انہوں نے جب زوال کا عملی مشاہدہ نہیں کیا تو نماز پڑھنا مباح کر دیا، اور سمجھا کہ یہ ممانعت عمل سے منسوخ ہے۔ ابن رشد احادیث مبارکہ کو ترجیح دیتے ہیں۔ آپ کا کہنا ہے کہ احناف متفق ہیں کہ فرض نماز سواری پر ادا نہیں کی جائے گی۔ اس لیے وہ وتر کو فرض سمجھتے ہوئے سواری پر ادا کرنے کے قائل نہیں لیکن اس قیاس کی وجہ سے خبر کا رد کرنا ضعیف ہے کیونکہ آپ ﷺ سواری پر وتر پڑھ لیتے تھے۔

ابن رشد علمی دیانتداری سے اپنی کتاب "بدایۃ المجتھد" کا ماخذ "کتاب الاستذکار" بتاتے ہیں، آپ اپنی تحقیق میں اغلاط کی اصلاح کی عام اجازت دیتے ہیں۔ ابن رشد کی یہ تالیف فقہ المقارن کی جامع تحقیق ہے جو معیاری جامعات میں بطور نصاب پڑھائی جاتی ہے۔ آپ نے اس میں مختلف فقہی دبستانوں کے دلائل، آثار اور پس منظر بیان کرتے ہوئے اپنی رائے کا اظہار ضروری سمجھا ہے۔ عدت کے مسئلے میں قروء کو حالت طہر کے معنی میں صحابہ کرام میں سے سیدنا عبد اللہ بن عمرؓ، سیدنا زید بن ثابتؓ، سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے لیا ہے۔ یہی مؤقف امام شافعی ؒ اور جمہور اہل مدینہ کا ہے۔ سیدنا علی المرتضیٰؓ، سیدنا عمر فاروقؓ، سیدنا عبد اللہ بن مسعودؓ، سیدنا ابو موسیٰ اشعریؓ، امام ابو حنیفہ ؒ، امام سفیان ثوری ؒ، امام اوزاعی ؒ، امام ابن ابی لیلیٰ ؒ اور امام احمدؒ، اسے حیض کے ایام کہتے ہیں۔

ابن رشد ترجیح دیتے ہیں کہ فریق دوم کی قوی ترین دلیل یہ ہے کہ عدت کا قانون برأت رحم کے لیے ہے اور۔ برأت رحم طہر سے نہیں حیض سے ہوتا ہے۔ اسی لیے جن عورتوں کا حیض رک جاتا ہے ان کی عدت ایام سے شمار کی جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قروء میں عدت کا سبب حیض ہے، اس لیے قروء سے حیض کا معنی لینا واجب ٹھہرا۔ اس سے طہر مراد لینے والے برات رحم کے لیے حیض کے خاتمے کو معتبر نہیں سمجھتے۔ وہ طہر سے حیض تک منتقلی کہتے ہیں۔ اس لیے وہ چوتھے اور آخری حیض کا اعتبار ہی نہیں کرتے۔ سماعی دلیل میں فریقین مساوی ہیں البتہ ترجیحی طور پر احناف کا مسلک ہے۔ ترجیح کی وجہ یہ ہے کہ یہ مسئلہ معنی کی رو سے زیادہ واضح ہے۔

دلائل برابر ہوں تو ابن رشد کا ایک اور ترجیحی اصول مالکیہ کے موافق مسئلہ بیان کرنا ہے۔ قاضی صاحب اجتہاد کی شرائط بیان کرتے

ہیں۔ آپ کئی مسائل میں اپنے دادا کی کتاب کا حوالہ دیتے ہیں۔ یہ کتاب مالکی مسلک کی بہترین ترجمانی کرتی ہے۔ آپ مختلف مسائل کے بارے میں تحقیقی سوالات اور مفروضات کر کے ان کے جواب ڈھونڈتے ہیں۔ ایک موقع پر آپ کا کہنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت ابو طالب کا انتقال ہوا، تو آپ ﷺ نے غسل دے کر تدفین کا حکم دیا۔ آپ ﷺ غسل یا تدفین میں شامل نہ ہوئے تھے۔ تحقیقی سوال یہ ہے کہ آیا غسل عبادت کے زمرے میں آتا ہے یا نظافت کے؟ کافر کے لیے عبادت کا جواز نہیں ہوتا۔ ابن رشد مختلف مسائل کے بارے میں حاصل بحث بیان کرتے ہیں۔ آپ اپنی رائے کا برملا اظہار کرتے ہیں جیسے کندھوں کے بالمقابل رفع یدین کرنا جمہور کا مسلک ہے۔ ابن رشد کہتے ہیں کہ کانوں تک ہاتھ اٹھانا زیادہ ثابت اور مشہور ہے۔

ابن رشد لسانیات سے بھی مسئلہ کی پرکھ کرتے ہیں۔ آپ اپنے مسلک کی اندھا دھند تقلید نہیں کرتے۔ آپ اجتہاد کے اعلیٰ تحقیقی وصف کو بروئے کار لاتے ہیں۔ آپ الصعید کو عربوں کے ہاں مشترک قرار دیتے ہیں۔ یہ لفظ کبھی خالص مٹی اور کبھی زمین کے تمام ظاہری اجزاء کے متعلق بولا جاتا ہے۔ امام مالک اور ان کے اصحاب حشیش اور برف کے ٹکڑوں پر تیمم جائز قرار دیتے ہیں۔ لغوی طور پر اگرچہ انہیں بھی صعید کہا جاسکتا ہے لیکن یہ کمزور استدلال ہے۔ آپ ایک جگہ رقمطراز ہیں کہ کلام عرب میں یوم کبھی صرف دن یا کبھی ایک ساتھ رات و دن کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، آپ ترجیح دیتے ہیں کہ اس کی اولین دلالت دن ہی کے لیے معلوم ہوتی ہے اور رات کی دلالت بطریق لزوم ہوتی ہے۔ ابن رشد علوم الفقہ، قواعد و کلیات شریعہ کے متبحر عالم ہیں۔ رکوع سے واپسی کے کلمات پر گفتگو کرتے ہوئے آپ فقہی اصطلاحات کی روشنی میں مسئلہ بیان کرتے ہیں۔ حضرت انسؓ سے مروی حدیث مبارک ہے کہ امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا ولک الحمد کہو۔ اس سے فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ پہلا جملہ مقتدی نہ کہے گا اور دوسرا امام نہ بولے گا۔ دلیل خطاب میں مسکوت مسئلہ کا حکم منطوق مسئلہ کے حکم کے خلاف ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی روایت کردہ حدیث کا نص ہونے کی وجہ سے تقاضا ہے کہ امام دوسرا جملہ بھی کہے۔ آپ کا ترجیحی اصول ہے کہ دلیل خطاب کی وجہ سے نص کو نہیں چھوڑا جاسکتا۔ نص دلیل خطاب سے قوی ہوتی ہے۔ حدیث انس کا عام متقاضی ہے کہ امام اس لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے یہاں عموم اور دلیل خطاب کی ترجیح واجب ہے۔ اختلاف نہیں کہ عموم دلیل خطاب سے قوی ہوتا ہے مگر عموم بھی قوت اور ضعف میں مختلف ہیں۔ بعید نہیں کہ بعض دلیل خطاب بعض دلیل عموم سے قوی ثابت ہوں۔[5]

2.3 فقہ میں امام ابو حنیفہؒ کے امتیازی مقام کی قدردانی

ابن رشد حنفی المذہب نہ ہونے کے باوجود فقہ میں امام ابو حنیفہؒ کے بلند مرتبے کو مد نظر رکھتے ہیں۔ آپ کا کہنا ہے کہ شرعی وتر تین کا طاق عدد ہے جو جفت اور وتر سے مرکب ہوتا ہے۔ آپ کے مطابق طاق عدد کے اپنے سے علاوہ کو وتر کرنے کی تاویل افضل ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر کی حدیث ہے کہ نماز مغرب دن کی نماز کا وتر ہے۔ اس کی روشنی میں امام ابو حنیفہ کہہ سکتے ہیں کہ ایک کی

تشبیہ دوسری سے ہے، اس لیے دونوں کا حکم ایک قرار دیا جائے اور مشبہ بہ اس صفت کا زیادہ حقدار ہے۔ مغرب کی نماز کو دن کی نماز کے وتر کے طور پر تشبیہ دی گئی ہے۔ اس فرض کی تین رکعت ہیں اس لیے رات کی نماز کا وتر تین رکعت ہونا واجب ہے۔

عورت کے اپنے شوہر کو غسل دینے کے جواز پر اجماع ہے اور جمہور کے مطابق مرد اپنی بیوی کو غسل دے سکتا ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کہتے ہیں کہ مرد ایسا نہیں کر سکتا۔ آیت مبارکہ میں ارشاد ہے:

﴿وَأَن تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ﴾[6]

اور تم دو بہنیں جمع نہ کرو۔

آیت مبارکہ کا حکم دو بہنوں کے بارے میں ہے۔ ان میں سے پہلی بہن کو طلاق دینے سے دوسری بہن کی حلت کا پتہ چلتا ہے۔ امام اعظمؒ پہلی کی موت سے دوسری سے نکاح کے جواز کی تشبیہ لاتے ہیں۔ زندہ اور مردہ ہر دو حالت میں پہلی کے بعد دوسری بہن حلال ہو جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ پہلی بہن کو غسل نہ ہی دے۔ ابن رشد کہتے ہیں کہ یہاں امام صاحب یہ دلیل لائیں تو ان کا مسلک قوی ہو جائے، کہ دو بہنوں کے جمع کے حکم کی علت عقل کے دائرے سے باہر محض عبادت میں شامل ہے جس کے لیے ضروری نہیں کہ مفہوم کی سمجھ آئے۔

ابن رشد کی رائے کئی مقامات پر امام ابو حنیفہؒ کے موافق ہوتی ہے۔ دونوں آئمہ فہم نص میں توسع کے قائل ہیں۔ کثیر ثقافتی معاشروں میں ان کے فتاویٰ دیگر فقہاء کی نسبت زیادہ قابل عمل ہوتے ہیں۔ امام اوزاعی اور امام ابو حنیفہؒ قید کیے گئے بچوں کے ایک مسئلے میں متفق ہیں۔ وہ ان کی نماز جنازہ پڑھنے کا حکم ان کے گرفتار کنندہ کے مطابق لگاتے ہیں۔ سرحدی علاقوں میں اسی فتویٰ پر عمل کیا جاتا ہے۔ ابن رشد نص نہ ہونے کی صورت میں مسائل میں عوامی سہولت کو ترجیح دیتے ہیں۔ آپ کے مطابق نماز کھڑی ہونے پر اپنی سہولت کے مطابق جب بھی کھڑا ہوا جائے بہتر ہے بشرطیکہ کوئی حدیث مل جائے۔[7]

2.4 زعمائے ملت سے بطور مجتہد اختلاف کا اظہار

ابن رشد مالکی مذہب کے مجتہدین میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ اپنے مسلک سے وابستگی اندھا دھند نہیں کرتے۔ آپ اپنی اختلاف رائے کا اظہار بوقت ضرورت کر دیتے ہیں۔ آپ کا کہنا ہے کہ متاخر مالکیہ نے اہل مدینہ کے عمل میں سلف سے تواتر سے نقل کیا ہے۔ فعل تواتر فائدہ مند ہے لیکن تواتر خبر کا طریقہ عمل کا سا نہیں۔ اس لیے اسے عموم بلویٰ قرار دینا چاہیے۔ امام ابو حنیفہؒ کا رجحان اسی طرف ہے۔ جن کا کہنا ہے کہ سنت، تکرار عمل کے باوجود منسوخ نہ ہوں۔ اہل مدینہ کا عمل اگرچہ عموم بلویٰ سے قوی ہے۔ وہ زیادہ سزاوار ہیں کہ ان کے خلاف عمل نہ کیا جائے۔ امام ابو حنیفہؒ نقل کو معتبر سمجھتے ہیں۔

ابن رشد کے مطابق امام ابو حنیفہؒ اوامر کو اصل پر محمول کرتے ہیں۔ آپ حکم کے درجے کی خبروں کو واجب سمجھتے ہیں۔ ان اخبار

کو ابو المعالی (امام الحرمینؒ) امام شافعیؒ کی طرح مسنون کہتے ہیں۔ مطلق سجدہ کا وجود اس بات کا متقاضی ہے کہ مقید میں بھی قرات قرآن کے وقت اسے واجب قرار دیا جائے۔ آیت مبارکہ میں قرأت قرآن سے مراد آیت سجدہ ہے:

﴿وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ﴾۔[8]

جب ان پر قرآن پڑھا جاتا ہے۔

ابن رشد کہتے ہیں کہ امام صاحب یہ کہہ سکتے ہیں کہ مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ سجدۂ تلاوت کے سلسلے میں وارد اخبار امر ہی کے معنی میں اکثر جگہوں میں لیے گئے ہیں۔ سجدہ کا حکم نماز کے حکم کی مانند نہیں کیونکہ نماز کے وجود کو دوسری قیود سے مقید کیا گیا ہے۔ نبی ﷺ نے بھی سجدہ کیا ہے اس سے تلاوت کے وقت سجدہ کرنے کا مفہوم واضح ہوتا ہے۔ ابن رشد یہاں امر کو وجوب پر محمول کرنے کے اصول کو ترجیح دیتے ہیں۔

حنفی فقہاء سے ایک مسئلے میں اختلاف کے موقعہ پر آپ انہیں کوفی کہتے ہیں۔ آپ کے مطابق انہیں یہ نہیں کہنا چاہیئے کہ طلوع آفتاب سے قبل فجر کی ایک رکعت پانے والا وقت ممنوع کی طرف بڑھ رہا ہے، اور غروب آفتاب سے پہلے ایک رکعت کو پانے والا وقت مباح کی جانب۔ وہ یہ کہہ سکتے تھے کہ اس دن کی نماز عصر تمام فرض نمازوں کے معنی میں شامل نہیں، اور صبح کی نماز کو ممنوع وقت میں قضا کی شکل میں پڑھا جا سکتا ہے۔ ایک اور مقام پر آپ کا کہنا ہے کہ منشیات کے بارے میں اہل کوفہ کی تاویل قیاس سے متصادم ہے۔ نشے کی کثرت میں ضرر پایا جاتا ہو تو بھی بعید نہیں کہ سد باب اور کراہیت کہ وجہ سے شارع ﷺ نے ہر نشہ آور چیز کے قلیل و کثیر کو حرام قرار دیا ہو۔ جس چیز میں خمر علت ہے اسے خمر سے ملحق کرنا واجب ہے۔ قلیل کی حرمت کی حدیث کو اس کی صحت کی وجہ سے الگ تھلگ نہیں رکھ سکتے۔ ابن رشد ترجیحی اصول بتاتے ہیں کہ نصوص کو قیاس سے متصادم کرنا درست نہیں درآنحالیکہ شرع نے خمر کے نفع و نقصان کا بتا دیا ہے۔

ابن رشد کی مختلف تحقیقات میں امام غزالیؒ سب سے زیادہ ہدف تنقید رہے ہیں۔ آپ ان کا ذکر کرتے ہوئے انہیں صرف ان کی کنیت ابو حامد سے پکارتے ہیں۔ ایک مقام پر ابو حامد امام شافعیؒ سے نقل کرتے ہیں کہ شہد کی مکھی جیسے حیوانات کو حرم میں قتل کرنا منع ہے۔ آپ کے علم میں یہ حرمت آثار میں موجود نہیں ہے۔ آپ خیال ظاہر کرتے ہیں کہ یہ غیر معروف کتابوں میں درج ہوں گے۔ ایک اور مسئلہ بیان کرتے ہوئے آپ کا کہنا ہے کہ تسمیہ سورہ نمل کے علاوہ قرآن کا حصہ نہیں ہے۔ آپ ﷺ ایسی وضاحت فرما دیتے کیونکہ قرآن حکیم تواتر سے نقل کیا گیا ہے۔ امام شافعیؒ کی تردید میں دلیل قاطع ابو حامد الغزالیؒ کی رائے ہے۔ آپ ترجیحی قول بتاتے ہیں کہ یہ قرآن کریم کا حصہ ہوتی تو واجب تھا کہ آپ ﷺ وضاحت فرماتے۔ سورۃ نمل قرآن مبین کا حصہ ہے اختلاف یہ ہے کہ تسمیہ سورۃ فاتحہ اور ہر سورت کا حصہ ہے کہ نہیں؟[9]

مجتہد اور غیر مجتہد کے فرق کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپ کا کہنا ہے عوام پر تقلید فرض ہے۔ عام آدمی کا روزی روٹی کے چکر سے باہر نکل کر مجتہد بننا محال ہے۔ اجتہادی صلاحیت ناپید نہیں ہے۔ علمائے کرام کسی نہ کسی ثقہ مجتہد کی حسن ظن رکھتے ہوئے تقلید کرتے ہیں۔ ہر مجتہد اپنے سے بڑے مجتہد کی جو فقہاء کہلاتے ہیں، تقلید کرتے ہوئے آراء نقل کرتے ہیں۔ نوازل واقعہ غیر متناہی ہوں اور سلف سے قول نقل کرنا ممکن نہ ہو تو ان کے اقوال کو اصول بنا کر استنباط کرنا ہو گا۔ دوسری صوررت یہ ہے کہ بہت سے احکام معطل کر دیئے جائیں گے، جو کہ ناممکن ہے۔ پس کوئی زمانہ مجتہد سے خالی نہیں۔[10]

2.5 فروعی مسالک کی بنیادی تحقیق

ابن رشد مختلف فقہی دبستانوں کے مسائل کو بیان کرتے ہیں۔ اس سے ان کے مختلف طبقات کے مجتہدین، علمی مراکز کا پتہ چلتا ہے، اور ان مراکز کے بانی مجتہد صحابہ کرام سے آگاہی ہو جاتی ہے۔ آپ بتاتے ہیں کہ جنازے کے ساتھ چلنے میں اہل مدینہ کا طریقہ آگے چلنا ہے۔ سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق لوگوں کی آسانی کے لیے جنازے سے آگے چلتے تھے۔ اہل کوفہ پیچھے چلنا افضل کہتے ہیں کیونکہ سیدنا علی المرتضیٰ کی یہ سنت تھی۔ قبر پر ایک بار لوگ کھڑے تھے تو امیر المومنین بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اپنے بھائی کی قبر پر تھوڑی ہی دیر تو بیٹھنا ہے۔ آپ نے سیاسی جنگوں کو حرمین شریفین سے دور رکھنے کے لیے مدینہ منورہ سے دوری برداشت کر لی، اور کوفہ کو دار الخلافہ بنایا۔ یہ شہر آپ کے علم وفقہ میں بلند مقام کے زیر اثر فہم نص کے توسیعی اسلوب کا علمی مرکز بن گیا۔

اذان کہنے میں مدینہ، مکہ، کوفہ اور بصرہ کے مختلف تعامل احادیث کے تنوع اور فرق کی بدولت ہیں۔ ہر گروہ کی تائید میں احادیث مبارکہ وارد ہیں اس لیے اہل مدینہ اپنے مسلک پر عمل پیرا ہیں، اور اہل مکہ کے ہاں تاریخی تعامل ملتا ہے۔ ابن رشد بجا لکھتے ہیں کہ جس طرح امام ابو حنیفہؒ اور تمام اہل کوفہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود پر اعتماد کرتے ہیں اسی طرح تمام فقہاء صحابہ کرام کی پیروی کرتے ہیں۔ آپ ایک ترجیحی اصول بتاتے ہیں کہ اگر کوئی عمل آپ ﷺ سے ثابت نہ ہو تو صحابہ کرام کا عمل قیاس سے بڑھ کر توقیفی ہے۔ اہل کوفہ نے ابو بکر بن عمرو بن حزم کے قول کو ترجیح دی کہ صدقات میں اونٹوں کی تعداد ایک سو بیس سے زیادہ ہو تو از سر نو شمار کیا جائے گا۔ سیدنا علی المرتضیٰؓ اور سیدنا عبد اللہ بن مسعودؓ کے قول سے ثابت یہ قول توقیفی ہوں گے جنہیں قیاس نہیں گردانا جا سکتا۔ ایک مسئلہ یہ ہے کہ امام مالکؒ کے ایک قول، امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ اور امام داؤدؒ کے مطابق وتر کے علاوہ تراویح کی بیس رکعات ہیں۔ ابن القاسمؒ امام مالکؒ سے ایک اور قول نقل کرتے ہیں کہ یہ تعداد چھتیس رکعت اور ساتھ تین وتر بہتر ہے۔

ابن رشد ایک متروک فقہی مسلک اہل ظاہر کے فقہاء کی اثری اور سلفی فکر کو واضح کرتے ہیں۔ ان کے ایک گروہ کا مؤقف ہے کہ تشہد پڑھنے والے پر واجب ہے کہ عذاب قبر، عذاب جہنم، فتنہ دجال اور زندگی و موت کے فتنے سے بچنے کی ماثور دعا پڑھے۔ یہ ثابت شدہ حدیث ہے کہ آپ ﷺ تشہد میں اس دعاء کے ذریعے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے۔ بعض طرق سے یہ حکم بھی صادر فرمایا

گیا ہے جیسے حدیث مبارکہ ہے:

«إذا فرغَ أحدُكُم مِنَ التَّشَهُّدِ الأخيرِ فليتَعوَّذ باللَّهِ من أربعٍ»[11]

جب تم میں سے کوئی آخری تشہد سے فارغ ہو تو چار تعوذ والی دعاء پڑھ لے۔

نظام عدل میں شریعت کی بالادستی

عدل اجتماعی کے لیے آپ ﷺ کا عادلانہ طرز عمل یہ ہے:

«لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا»[12]

اگر سیدہ فاطمۃ الزہرا ؓ بنت محمد ﷺ چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔

اللہ تعالیٰ نفاذ حدود میں رکاوٹ ڈالنے، خود ساختہ نرمی برتنے اور شرعی سزا کے تمسخر کو ناپسند فرماتا ہے۔ خاکم بدہن ہم فرض بھی نہیں کر سکتے کہ خاتون جنت چوری کریں گی۔ ابن رشد بھی شرعی سزاؤں کے خلاف نہیں تھے جیسا کہ آپ زنادقہ کو واجب القتل قرار دیتے ہیں۔ آپ بطور قاضی عدالت میں قتل کا فیصلہ دینے سے گریز کرتے تھے۔[13]

ابن رشد عدالتی نظام کے قیام میں شریعت سے انحراف کو برداشت نہیں کرتے۔ آپ کا کہنا ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد، تمام امور میں فیصلہ امام وقت کا نائب کرے گا۔ وہ عقد نکاح کرائے گا اور وصیت نافذ کرے گا۔ آپ نے عدالتی نظام میں وکالت کے آداب بیان کیے ہیں۔ امام ابو حنیفہ ؒ کے ہاں وکیل کو مؤکل کی موجودگی کی شرط پر وکالت سے دستبرداری کا اختیار ہے۔ مؤکل جب چاہے وکیل کو معزول کر سکتا ہے۔

شریعت کا مقصد لوگوں کے ہاتھ اور گلے کاٹنا نہیں بلکہ فیصلہ دیتے وقت شریعت مجرم کے احوال کی جانب توجہ دیتی ہے۔ امام ابو حنیفہ سے ہم آہنگ ہو کر ابن رشد کھانے پینے، شکار، ایندھن، لکڑی اور گھاس پھوس کی چوری میں ہاتھ نہ کاٹے جانے کا فتویٰ دیتے ہیں۔ ترجیح کا اصول یہ ہے کہ ان کی اصل مباح ہے۔ اسی طرح مصحف شریف چرانے کا حکم ہے۔ آپ اسے مال نہیں سمجھتے۔ مصحف کا بیچنا جائز نہیں۔ آپ اسے ہر شخص کا حق سمجھتے ہیں۔ آپ چوری کی سزا دینے میں کم سن بچے پر آزاد شخص کا حکم نہیں لگاتے۔[14]

2.6 جہاد و قتال کے بارے میں مرعوبیت سے گریز

جہاد فی سبیل اللہ کے احکام بیان کرتے ہوئے ابن رشد شرعی آداب و شرائط کو ملحوظ رکھنے کی تلقین کرتے ہیں۔ جہاد فرض کفایہ ہے جس میں آزاد، بالغ، اسباب جہاد کی دستیابی اور تندرست ہونا شرائط ہیں۔ آپ کے مطابق فرض عین درجہ کے جہاد کے سوا جہاد پر جانے کے لیے والدین کی اجازت درکار ہے۔ جنگ میں شریک نہ ہونے والے مشرکین کی عورتوں اور بچوں کا قتل جائز نہیں۔ امام مالک ؒ اور امام ابو حنیفہ ؒ گرجے کے پادریوں، اندھوں، مریضوں، پاگلوں، کاشتکاروں اور مزدوروں کے قتل نہ کیے جانے کا فتویٰ

دیتے ہیں جبکہ امام شافعیؒ ان سب کے قتل کا جواز پیش کرتے ہیں۔

ابن رشد جہاد کی مزید شرائط بتاتے ہیں کہ دشمن کا مثلہ کرنے یا اسے آگ میں جلانے کی ممانعت ہے۔ منجنیق سے قلعوں پر سنگ باری کی اجازت ہے خواہ اندر عورتیں اور بچے ہی کیوں نہ ہوں۔ آپ ﷺ نے اہل طائف کی طرف منجنیق نصب فرمائی تھی۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے مجاہدین کو آبادی یا ویرانے میں درخت کاٹنے سے منع فرمایا تھا جو لڑائی کے ادب میں شامل ہے۔

جنگ کے لیے اولین شرط اسلام کی دعوت دینا ہے۔ قریشی اہل کتاب اور نصرانی عربوں کے سوا تمام اہل کتاب سے جنگ کی جا سکتی ہے۔ جنگ کا مقصد لوگوں کو اسلام میں داخل کرنا یا جزیہ دے کر امن میں آنا ہے۔ مشرکین، اہل حرب سے جہاد کا جواز بنتا ہے۔ امام مالکؒ حبشیوں اور ترکوں سے جنگ میں پہل کرنا جائز نہیں سمجھتے۔ ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ مسلمان ہمیشہ ان دونوں سے نبرد آزمائی کو ٹالتے رہے ہیں۔

امام ابو حنیفہؒ کے اس قول میں گنجائش ہے کہ قرآن کریم ساتھ رکھ کر دشمنوں کی سرزمین میں سفر جائز ہے۔ ابن رشد کی نظر میں مدمقابل کے ماہر سوار ہونے اور بہتر اسلحہ سے مسلح یا مضبوط و توانا ہونے کی صورت میں فرار کی اجازت ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کے بہتر مفاد میں صلح پر جمہور فقہاء کا اتفاق ہے۔ امام شافعیؒ حدیبیہ کی مدت تک صلح کو مشروط کرتے ہیں۔[15]

ابن رشد مجاہد اور دہشت گرد میں فرق سمجھتے ہیں۔ آپ کے مطابق محارب سے وہ سب لوگ مراد ہیں جن کا خون ان کے اس فعل یعنی محاربہ سے پہلے باطل تھا۔ مسلمان اور ذمی لوگوں کا شہر سے باہر ہتھیاروں کی نمائش اور ڈاکہ ڈالنا حرابہ ہے۔ سلطان کی کمزوری سے شہ پا کر معرکہ آرائی اور دہشت کا بازار گرم کرنا محاربہ ہے۔ دیگر فقہا اسے چھینا جھپٹی سے منسوب کرتے ہیں جبکہ امام ابو حنیفہؒ کہتے ہیں کہ شہر میں محاربہ نہیں۔ امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ کے مطابق فی سبیل اللہ کی تفسیر میں مراد جہاد اور سرحدوں کی حفاظت کے لیے جانے والا شخص ہے۔ دیگر فقہا حج و عمرہ کے زائر کو بھی اسی زمرے میں رکھتے ہیں۔ امام شافعی ایسے غازی کو یہ خطاب دیتے ہیں جو فی سبیل اللہ کا صدقہ کا مال اپنے سفر میں ساتھ لے جائے۔

فقہاء کرام نے افتراق امت پر بھی گہری نظر رکھی تھی۔ گناہ کبیرہ کا مرتکب گناہگاروں کی تکفیر میں شروع سے امت میں اختلاف پیدا ہو گیا تھا۔ یہ تکفیر اہل سنت کا مسلک نہیں لیکن فقہاء ایسے لوگوں کی نماز جنازہ سے بھی منع نہیں کرتے۔ امام مالکؒ تنبیہ و توبیخ کے لیے اہل بدعت کی نماز جنازہ کو مکروہ قرار دیتے ہیں۔ ابن رشد دہشت گردی کے جرائم کے لیے الگ عدالتوں کے حق میں دکھائی دیتے ہیں۔ آپ کے مطابق مال و دولت کے جرائم میں گرفتار مجرم پر حرابہ کا اطلاق کیا جائے گا۔ جب تاویل کی جائے تو یہ سرکشی بغاوت کہلائے گی۔ مرتد جنگ چھیڑ دے اور ہاتھ آنے پر اسلام نہ لائے، تو محاربہ کے جرم کی سزا میں قتل کر دیا جائے۔ امام مالکؒ جادوگر کو ایسا کافر کہتے ہیں جس کا قتل جائز ہے۔[16]

2.7 خواتین اور اقلیتوں کے حقوق و فرائض پر توجہ

ابن رشد احکام کی اصل بتاتے ہیں کہ عورت ہر عبادت میں مرد کے ہم معنی ہے سوائے کسی تخصیص کے جس کی دلیل ہونی چاہیے۔ آپ کے مطابق عورتوں کے عیدین پڑھنے کے لیے نکلنے اور جمعہ کے لیے نہ نکلنے کا سنت میں الگ حکم ہے۔ جمہور فقہاء کہتے ہیں کہ خواتین کے لیے اذان و اقامت کہنا واجب نہیں۔ امام مالکؒ کا کہنا ہے کہ وہ اذان کہہ لیں تو بہتر ہے جبکہ اسحاقؒ واجب کہتے ہیں۔ سیدہ عائشہ صدیقہؓ اذان کہا کرتی تھیں۔ اختلاف کی بنیاد یہ ہے کہ عورت امامت کر سکتی ہے یا نہیں؟ جمہور کہتے ہیں کہ عورت مردوں کی امامت نہیں کرا سکتی۔ آپ ترجیحی اصول بتاتے ہیں کہ اگر یہ جائز ہوتی تو صدر اول سے ایسا منقول ہوتا۔ مسنون یہ ہے کہ نماز میں انہیں پیچھے کی صف میں رکھا جائے کیونکہ اللہ نے انہیں پیچھے رکھا ہے۔

فقہاء کے مطابق عورتوں کی امامت کراتے ہوئے عورت ان کے مساوی کھڑی ہو۔ آپ ﷺ کے کہنے پر ام ورقہؓ اپنے گھر والوں کی امامت کراتی تھیں۔ کسی عورت کی اپنی صنف کی جماعت میں امامت کرانے کے بارے میں اختلاف ہے۔ امام شافعیؒ اسے جائز جبکہ امام مالکؒ منع کرتے ہیں۔ ابو ثورؒ اور امام طبریؒ عورت کی مطلق امامت کو جائز سمجھتے ہیں۔ ایک عورت کے مقتدی ہونے میں اختلاف نہیں۔ اگر وہ اکیلی ہے تو امام کے پیچھے کھڑی ہو۔ ایک مرد اور ایک عورت کے مقتدی ہونے پر مرد مقتدی امام کے دائیں طرف جبکہ عورت پیچھے کھڑی ہو۔[17]

شریعت میں منصف بننا ایک فریضہ ہے۔ عورت کو یہ فریضہ سونپنے کے بارے میں ابن رشد کی تحقیق یہ ہے کہ قضاۃ کے لیے مرد ہونے کی شرط جمہور کا فیصلہ ہے۔ امام ابو حنیفہؒ عورت کو مالیات کی قاضی مقرر کرنے کے حق میں ہیں۔ امام طبریؒ ہر معاملے میں بلا قید و شرط عورت کی قضاۃ کے قائل ہیں۔ جن فقہا نے عورت کے قاضی بننے کو مسترد کیا انہوں نے اسے امامت کبریٰ کے مشابہ سمجھا ہے۔ چند فقہاء نے عورت کی حرمت و عزت کم ہونے کی وجہ سے اسے غلام پر بھی قیاس کیا ہے۔ آپ کی ترجیحی رائے یہ ہے کہ عورتوں کا مالیات میں فیصلہ کرنا، مالیات میں گواہی دینا یا ہر معاملہ میں فیصلہ کرنا استعداد سے مشروط ہے۔ ابن رشد کے مطابق یہ اصولی معاملہ امامت کبریٰ سے الگ ہے جس میں اجماع نے پہلے سے تخصیص کر دی ہے۔

گواہی دینا بھی ایک فریضہ ہے۔ ابن رشد سمجھتے ہیں کہ جمہور کے مطابق جن جسمانی حقوق سے مرد عام طور پر واقف نہیں ہو سکتے ان میں مردوں کی طرح عورتوں کی گواہی بھی معتبر ہے۔ پیدائش کے وقت بچے کا رونا، نسوانی عیوب و مسائل اور رضاعت کے بارے میں اختلاف وغیرہ ایسے ہی مسائل ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ مردوں کے بغیر ان کی گواہی کو قابل قبول نہیں سمجھتے کیونکہ جسمانی حق سے مرد اور عورت دونوں باخبر ہوتے ہیں۔ امام صاحب ناف اور گھٹنے کے درمیان عورت کی گواہی کو جائز بتاتے ہیں۔ جو فقہاء تنہا عورت کی گواہی کے قائل ہیں وہ ان کی تعداد کو مشروط قرار دیتے ہوئے مختلف الرائے ہیں۔ امام مالک دو جبکہ امام شافعی چار کی گنتی کی شرط رکھتے ہیں۔[18]

عملی میدان میں جہاد ایک نمایاں کام ہے۔اس فریضے میں آپ مؤثر عورت کو مرد کے مشابہ قرار دیتے ہیں۔فقہاء اتفاق کرتے ہیں کہ جہاد میں عورتوں کی شرکت جائز ہے اور مردوں کے مشابہ ان کا مال غنیمت میں حصہ بھی ہے۔ابن رشد کے مطابق کم تر عورت کے لیے جہاد واجب نہیں ہے لیکن علیحدہ سے کچھ دے دینا بہتر اور حدیث کی پیروی ہے کہ آپ ﷺ نے خیبر میں عورتوں کو حصہ دیا تھا۔

شریعت میں عورتوں کے پردے کا مسئلہ بھی اہم ہے۔اکثر علماء عورت کا پورا بدن سوائے چہرے اور ہتھیلیوں کے ستر قرار دیتے ہیں۔امام ابو حنیفہ ؒ عورت کے پاؤں کو ستر میں داخل نہیں سمجھتے۔

آیت مبارکہ میں ارشاد ہے:

﴿إِلاَّ مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾[19]

مگر جو اعضاء ظاہر ہیں۔

ابن رشد کے مطابق مندرجہ بالا آیت مبارکہ سے مراد معمول کے کھلے حصے ہیں جو مستثنیٰ کیے گئے ہیں۔اس کا استدلال اور ترجیحی اصول یہ ہے کہ وہ انہیں حج میں بھی نہیں چھپاتیں۔۔[20]

سماجی مسائل میں ازدواجی بندھن کی بڑی اہمیت ہے۔عورت کی مرضی کے بارے میں آپ اصل شریعہ کی سب سے زیادہ گواہی کو ترجیح دیتے ہیں۔امام ابو حنیفہ ؒ کے حق میں آپ بتاتے ہیں کہ بالغ کنواری لڑکی پر جبر کرنا درست نہیں۔اگر عورت نے بغیر ولی کے نکاح کر لیا اور کفو کے مسئلہ پر عمل کیا تو یہ جائز ہے۔آپ کے مطابق عورتوں کے جمع کرنے میں فقہاء نے طرفین کا اعتبار کیا ہے۔یہ اصول ہے کہ اگر ان میں سے ایک مرد ہوتا اور دوسری عورت تو ان دونوں کے لیے آپس میں رشتہ نکاح جائز نہ ہوتا۔مالکیہ کے ہاں ایک شخص کی سابقہ بیوی اور اس عورت کے علاوہ کسی دوسری عورت سے اسی مرد کی بیٹی کے درمیان جمع کرنا بھی کسی مرد کے لیے ممنوع ہے۔

بنو عباس کی عالمی طاقت کے اکثر حکمران ام الولد کے فرزند تھے۔سیدنا عمر فاروق کے فرمان میں لونڈی کا مقام ابن رشد واضح کرتے ہیں کہ ام الولد بیچی نہ جائے گی اور آقا کی وفات کے بعد اس کے راس المال سے آزاد ہو گی۔ام ولد کا اسلام میں یہ مقام ہے کہ جنگ کے ذریعے بھی کفار ام ولد کے مالک نہیں ہو سکتے۔آپ کو امام ابو حنیفہ ؒ سے اختلاف ہے جو مزدوری پر کام کرنے والی عورت سے ہمبستری کرنے پر حد نہیں لگاتے۔آپ کے مطابق جمہور کی رائے کے برعکس امام صاحب کی یہ رائے کمزور اور ناپسندیدہ ہے۔آپ ترجیحی طور پر رد اس لیے کرتے ہیں کہ گویا یہ منفعت ان منافع کی طرح ہے جس کی خاطر اسے مزدوری پر رکھا گیا ہے جس کے متعہ کے مشابہ ہونے کا شبہ ہوتا ہے۔[21]

ابن رشد اقلیتوں کے دینی اور مالکانہ حقوق کی نگہداشت کے بارے میں شرعی احکامات بتاتے ہیں۔غیر مسلموں کی عبادت گاہوں میں نماز کی ادائی کے بارے میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔کچھ اسے مکروہ کہتے ہیں اور کچھ جائز۔بعض فقہاء عبادت گاہ کے باتصویر یا

غیر مصور ہونے میں فرق ملحوظ رکھتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ اور سیدنا عمر فاروقؓ کلیساؤں میں مماثلت کی وجہ سے داخل ہونے کو مکروہ اور نجس گردانتے ہیں۔ اسی طرح ابن رشد جزیہ کا مسئلہ بتاتے ہیں کہ عجمی اہل کتاب اور مجوسیوں سے جزیہ لینا جائز ہے۔ اہل کتاب کے علاوہ کفار اور عرب اہل کتاب کے بارے میں اختلاف ہے۔ قریشی اہل کتاب سے جزیہ نہ لینے میں فقہاء کا اتفاق ہے۔ ان کی مالی امداد کے متعلق مسئلہ امام ابو حنیفہؒ یوں سمجھے ہیں کہ ذمی فقراء کو زکوۃ الفطر دینا جائز ہے۔[22]

2.8 سائنسی علوم سے رغبت

ماہر فلکیات ابن رشد سائنس کی تحصیل کی رغبت دیتے ہیں۔ آپ کے مطابق، ذبح کے آلہ کی تیاری میں کاریگر کے دین کی شرعی طور پر کوئی شرط نہیں۔ علم کے حصول کا بھی یہی معاملہ ہے۔ کسی کے لیے انسانی تجربے سے استفادہ کیے بغیر خود سے ہر علم ابتداء سے جاننا ممکن نہیں۔ قدماء کی کتب میں سے صواب کو قبول کیا جائے اور باقی ترک کر دیا جائے۔ آلات کی مدد سے موجودات کا اعتبار کیا جا سکتا ہے۔ صنعت کی دلالت سے صانع کی پہچان ہوتی ہے اسی طرح خالق کی معرفت کے لیے موجودات میں تحقیق کی ضرورت ہے۔ ان کی ترتیب قیاس برہانی سے ممکن ہے۔

حکیم ابن رشد موجودات میں تحقیق کی ضرورت بتاتے ہیں۔ ریاضی کی تعلیم سے آدمی انسانی عقل کی ترقی کے ثمرات حاصل کرتا ہے۔ کتب فقہ اور اصول فقہ کی تکمیل عرصہ دراز کے بعد ہوئی ہے۔ منطق و فلسفہ ابتدائی دور کے حکماء، اخلاف کے لیے جائز ورثہ چھوڑ گئے ہیں۔ یہ نظریہ سازی طویل زمانے کے بعد مکمل ہوئی ہے۔ ہندسہ کی صنعت یا علم ہیئت ناپید ہو جائے تو ایک ذکی انسان کے لیے بھی، وحی الٰہی کے علاوہ، کچھ ہاتھ آنا ممکن نہیں۔ نئی کوشش کر کے تمام اجرام سماوی، ستاروں کی مقدار، اشکال، باہمی درمیانی فاصلہ اور ابعاد کا اندازہ لگانا امر محال ہے۔ آپ اپنے دور میں سمجھتے تھے کہ آج سورج کو زمین سے 150 تا 160 گنا بڑا کہنا مجنون کی بڑ لگتا ہے لیکن جب علم ہیئت کی برہان قائم ہو گئی تو کوئی شک نہیں رہے گا۔

منطق سکھانے کو آپ تعلیم کے عمل کی ابتداء بتاتے ہیں۔ اس کے بعد ہی درجہ بدرجہ حساب، ہندسہ، فلکیات، موسیقی، بصریات، طبعی سائنس اور آخر کار مابعد الطبیعی سائنس کا مطالعہ کیا جائے۔[23] آپ کے مطابق اہل برہان بلند مرتبہ ہیں اور آپ استقرائی جدل کو ارسطو کے قیاس سے کم اہمیت دیتے ہیں۔ آپ ثانی الذکر کو زیادہ پر وثوق اور بلند مرتبہ کہتے ہیں۔ آپ استقراء کو عوام کے لیے زیادہ مفید سمجھتے ہیں اور اسے عوام کی منطق کہتے ہیں۔ آپ ارسطو کے قیاس کو خواص یعنی اہل یقین و برہان اور راسخینِ علم کی منطق سمجھتے ہیں۔[24]

2.9 طبی علوم سے انسانیت کی مسیحائی

ابن رشد الطبیب کے مطابق حکماء کی فقہاء جیسی علمی فضیلت ہے۔ انہوں نے بھی ثبوت سے لکھا ہے جس میں غور کیا جانا چاہیے۔ ان کی بات حق کے مطابق لگے تو قبول کرتے ہوئے اظہار تشکر و مسرت کیا جائے۔ ان کی تحقیقات میں اگر حق کے خلاف یا قابل

اعتراض بات ملے تو اس سے احتراز برتا جائے۔ان کتابوں کے مطالعہ سے سے کفر، انحراف، گمراہی، لغزش یا مغالطے کا اندیشہ تب ہوتا ہے جب شہوت کا غلبہ ہو یا معلم میسر نہ ہو۔ اہل نظر کو مطالعے سے باز رکھنا پیاسے کو پانی سے منع کر کے موت کے منہ میں دھکیلنے کے مترادف ہے۔ یہ ضرر بالعرض ہے نہ کہ بالذات اور منفعت بخش بالعرض ضرر کو ترک نہ کیا جائے۔ حق حق کے منافی نہیں ہوتا بلکہ اس کا مددگار اور اس کے مطابق ہوتا ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اسہال کے مریض کے لیے شہد تجویز فرمایا تھا اس کی بیماری بڑھی تو یہ پیٹ کی غلطی تھی اللہ کا فرمان سچ ہے۔[25]

اپنے طبی تجربے کو مد نظر رکھتے ہوئے ابن رشد الطبیب کی رائے یہ ہے کہ ڈوبنے والے کے لیے احتیاط کی ضرورت ہے۔ یہ بہت سے امراض میں بدرجہ اولیٰ ملحوظ رکھنی چاہیے۔ سکتہ جیسے امراض کے متعلق اطباء میں سے معروف طبیب کہتے ہیں کہ جس کی سانس رک گئی ہو اسے تین گھنٹے بعد دفن کر دینا چاہیے۔ حکیم ابن رشد شرعی مسائل بیان کرتے ہوئے اپنے طبی علم اور تجربے سے استفادہ کرنا نہیں بھولتے۔ آپ بتاتے ہیں کہ حاملہ عورت کو آنے والا حیض کا خون عورت کی وافر قوت اور جنین کے چھوٹا اور کمزور ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ حمل کے اوپر ایک اور حمل بھی ممکن ہے جیسا کہ بقراط، جالینوس اور تمام اطباء کہتے ہیں۔ زیادہ تر حاملہ عورت کا خون اس کی مسلسل بیماری یا کمزوری کا خون ہوتا ہے۔ آپ حاملہ پر اس کے ماحول کے اثرات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کچھ رومی ممالک میں دو دریا آمنے سامنے ہیں۔ جن میں سے ایک سے بھیڑ نے پی لیا تو وہ سفید بچے جنے گی جبکہ دوسرے سے پینے سے کالی بھیڑیں جنم دے گی۔[26] ابن رشد کے آباء طبیب و حکیم نہ تھے۔ آپ اپنی خداداد صلاحیتوں کے بہتر استعمال اور محنت سے ہر فن مولا بنے۔ آپ کو آباءواجداد کی احادیث مبارکہ کے نور سے اقتباس شدہ بصیرت کی وراثت کا حصہ بھی حاصل رہا۔ آپ ایک مقام پر ابن رشد الجد کی کتاب المقدمات کا حوالہ دیتے ہیں کہ برتن کے سات بار دھونے کے حکم والی حدیث قابل فہم ہے جو علت کو ظاہر کرتی ہے۔ یہ حکم نجاست کی وجہ سے یا اس اندیشہ سے ہے کہ برتن میں منہ ڈالنے والا کتا دیوانہ ہو سکتا ہے یا اس کا زہر خطرناک ہو۔ شریعت میں علاج معالجہ کی غرض سے بھی مسائل ہیں۔ کوئی مکھی کھانے میں گر جائے تو اسے ڈبو دیا جائے کیونکہ ایک پر میں مرض اور دوسرے میں اس کا علاج ہے۔[27] ابن رشد نے اپنی کتاب "الکلیات" کو سات کتب تشریح الاعضاء، صحت، مرض، علامات، ادویہ و اغذیہ، حفظ صحت، مرض سے شفاء میں تقسیم کیا ہے۔ آپ میڈیکل سائنس یعنی طب کو ایک ایسی صناعت قرار دیتے ہیں جو علم اور تجربے سے حاصل کی جاتی ہے۔ آپ علم و تجربہ دونوں کو طب کے لیے لازم سمجھتے ہیں۔ اس سے حفظ صحت، بیماری سے تندرستی ہوتی ہے۔[28]

2.10 سائنسی حقائق اور قوانین قدرت کی جستجو

ابن رشد خلقت میں تفکر کر کے اس کو تحریری شکل میں لاتے ہیں۔ اس دوران مسلم فکر کی تاریخ پر آپ کی عمیق نظر واضح ہوتی

ہے۔ آپ کے مطابق متکلمین شرع کے ظاہر پر نہیں رکتے بلکہ تاویل کرتے ہیں۔ پیچیدہ مسائل میں اختلاف سے مجتہد عند اللہ حق تک رسائی پالیتا ہے یا غلطی کر جاتا ہے، لیکن دونوں صورتوں میں اجر کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ آپ ﷺ نے بتایا ہے کہ غلطی پر ہونے کے باوجود مجتہد ایک اجر کا حقدار ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے مزید فرمایا:

«اِذَا اجْتَهَدَ الْحَاكِمُ فَاَصَابَ فَلَه اَجْرَانِ»[29]

مجتہد حاکم کے لیے مصیب ہونے پر دو اجر رکھے گئے ہیں۔

ابن رشد کے مطابق حکم لگانے والوں میں سے افضل حاکم وہ ہے جو وجود اور اس کی نوعیت و خواص پر حکم لگائے۔ اللہ نے انہیں خاص تاویل کے لیے منتخب کیا ہے۔ نظری یا علمی لحاظ سے جاہل حاکم معذور نہیں بلکہ اپنی نااہلی کی وجہ سے گناہگار ہوگا۔ موجودات کے بارے میں رائے دینے والا حاکم حکم کی شرائط پر پورا اترنے پر گناہ گار یا کافر نہ ہوگا۔ حلال و حرام میں اصول کی معرفت اجتہاد کی شرط و سبب ہے۔ آپ نے بتایا کہ سورج اور دوسرے سیاروں کی حرارت کی وجہ ان کی نقل و حرکت اور روشنی کا انعکاس ہے۔[30]

ابن رشد کائنات کی وسعتیں تلاش کرتے ہوئے خالق کائنات کی الوہیت اور ربوبیت کے یقین کو دہری سائنسدانوں کی طرح فراموش نہیں کرتے۔ آپ حدیث جبریل کو مبادی شرع میں سے سمجھتے ہیں اور اس کے مطابق ایمان میں خطاء کا عذر قبول نہیں کرتے۔ آپ ایسے شخص کی تکفیر کے حق میں ہیں جو بغیر کسی شرعی عذر کے مبادی شرع یعنی اللہ کی وحدانیت، نبوت، سعادت یا شقاوت اخروی کے اقرار میں بدعت کرے۔ آپ نے فلکی تحقیقات اور نظریات بھی پیش کیے۔

ابن رشد کا کہنا ہے کہ سیارے ثابت اور متحرک ہیں اور دعویٰ کیا کہ ارسطو نے زمین کے چلنے کی دلیل بخوبی باطل کر دی اور اس کے سکون کی وجہ بتائی ہے۔[31] آپ کا ماننا تھا کہ اس زمین کے برعکس جو بھاری ہے، آسمانی جسم نہ تو ثقیل ہیں نہ خفیف۔[32] آپ کی ایک خلائی تحقیق یہ بھی ہے کہ سورج، چاند اور کچھ سیاروں کے ارد گرد ظاہر ہونے والا چمکدار ہالہ حقیقت میں موجود نہیں ہے۔ ہماری بصارت اور تخیل سے ان چیزوں کی روشنی بادلوں میں جھلکتی ہے اور پھر ہماری نگاہ میں آجاتی ہے۔[33]

3 خلاصۃ البحث

یہ تحقیق ابن رشد کے فقہی و علمی افکار کے متعلق ہے۔ مسلم فکر کی تاریخ میں وحی الٰہی سے تعلق رکھنے والے علوم کو فوقیت دی گئی ہے۔ آپ نے سائنسی علوم سے رغبت پیدا کرنے کی کوشش کی، خاندانی فن نہ ہونے کے باوجود طبی علوم کی تحصیل کی اور انہیں انسانیت کی مسیحائی کا ذریعہ جانا۔ آپ کو سائنسی حقائق اور قوانین قدرت کی جستجو میں بہت رغبت تھی۔ آپ نے مستشرقین سے زیادہ اپنی تالیفات میں تحقیقی اصول و قواعد کی پاسداری کی اور آپ نے جس علم یا فن میں غور و فکر کیا تو اس شعبے کو کسی اور علم کے آگے کم مایہ نہ دکھایا۔ آپ کی فقہی تالیفات آپ کی فقاہت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ فقیہ کے طور پر آپ بلند پایہ عالم دین نظر آتے

ہیں جسے اسلامی شریعت کی آئینی و قانونی حاکمیت، نظام عدل میں بالادستی اور اسلامی معاشی نظام پر پختہ یقین تھا۔ آپ نے جہاد و قتال کے بارے میں شرعی احکامات کو مدنظر رکھتے ہوئے مرعوبیت سے گریز کیا۔ شرعی دائرے میں آپ نے خواتین اور اقلیتوں کے حقوق و فرائض پر توجہ مبذول کرائی۔ آپ کو اہل سنت کے فروعی مسالک کی تحقیق میں عبور حاصل تھا جس کی وجہ سے آپ نے فقہ میں امامِ اعظمؒ کے امتیازی مقام کی قدر دانی ملحوظ رکھی۔

حوالہ جات

[1] ابن رشد، ابو الوليد محمد بن احمد، الكشف عن مناهج الادلة فى عقائد الملة، بيروت، مركز دراسات الوحدة العربية، 1998ء، 184

Ibn Rushd, Abū al-Walid Muhammad ibn Ahmad, Al-Kashf ʿan manāhij al-ādilah fī Aqāid al-Millah, Bayrūt, Markaz Darasāt al-Wahdah al-Arabia, 1998, 184

[2] ابن رشد، ابوالولید محمد بن احمد، بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد، مترجم ڈاکٹر عبید اللہ فہد فلاحی، دار التذکیر، لاہور، س ن، 584، 803

Ibn Rushd, Abū al-Walid Muhammad ibn Ahmad, Badāyah al-Mujtahid wa Nihaya al-Muqtasid, trans: Dr. ubaid Ullah Fahad Falahi, Dar al-Tadhkir, Lahore, 584, 803

[3] عصر حاضر میں جدید اسلامی معاشی نظام پر تحقیق عروج پر ہے جسے بعض اہل علم مغربی مرعوبیت کا شاخسانہ قرار دیتے ہوئے خاطر میں نہیں لاتے اور ملٹی نیشنل کمپنیوں کے کاروبار اور اسلامی بینکاری کے بینر تلے سرمایہ دارانہ سودی نظام کے مغربی استحصال کو ایسٹ انڈیا کمپنی کی تجارت کا تسلسل سمجھتے ہیں۔ مغربی اقوام اپنی تجارت سے مشرق کا استحصال کرنے میں کامیاب ہوئے لیکن وہ مقامی لوگوں کے دل نہ جیت سکے تھے۔ اسلامی تجارتی اصول پر عمل پیرا مسلمان بہت بڑا داعی ہوتا ہے جیسا کہ ایک مغربی مفکر کا کہنا ہے کہ "انڈونیشیا اب مسلم آبادی کا سب سے بڑا ملک ہے جو بغیر جنگ یا فتح کے مسلم تجار اور صوفیاء کی ترغیب سے دائرہ اسلام میں آیا۔"

Philip Curtin, Cross-Cultural Trade in World History, Cambridge University Press, Cambridge, 1984, 107.

[4] بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد از ابن رشد، 1074، 372

Badāyah al-Mujtahid by Ibn Rushd, 1074, 372

[5] بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد از ابن رشد، 158، 735

Badāyah al-Mujtahid by Ibn Rushd,158

[6] القرآن ، 4 : 32

Al-Qurān, 4: 32

[7] بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد از ابن رشد، 282، 332

Badāyah al-Mujtahid by Ibn Rushd, 282, 332

[8] القرآن ، 84 :21

Al-Qurān, 84: 21

[9] بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد از ابن رشد، 247، 620

Badāyah al-Mujtahid by Ibn Rushd, 247, 620

10 ابن رشد، ابوالولید محمد بن احمد، الضروری فی اصول الفقہ، تقدیم و تحقیق: جمال الدین العلوی، دار الغرب الاسلامی، بیروت، 1994م، 145

Ibn Rushd, Abū al-Walid Muhammad ibn Ahmad, Al-Dharurī fī Asul al-Fiqh, Dār al-Gharb al-Islāmī, Bayrūt, 1994, 145

11 ابن ماجه ، السنن، مشتاق بک کارنر، لاہور، 1995م، *الرقم: 750* بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد از ابن رشد،200،324

Ibn Mājah, Al-Sunan, Mushtā Book Corner, Lahore, Al-Raqam: 750 Badāyah al-Mujtahid by Ibn Rushd, 200, 324

12 القشیری ، مسلم بن حجاج ،الجامع الصحیح ، تحقیق محمد فواد عبد الباقی، دار احیاء التراث العربی، بیروت، رقم: 1688۔

Al-Qushayrī, Muslim ibn Ḥajjāj, Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, , Bayrūt, Lubnān: Dār Aḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, Raqam al-Ḥadīth: 1688 Badāyah al-Mujtahid by Ibn Rushd, 1199

13 انصاری، محمد یونس، ابن رشد سوانح عمری، علم کلام اور فلسفہ، دارالشعور، لاہور،2010ء،241

Ansāri, Muhammad Younis, Ibn Rushd Swānih umri, Ilm al-Kalam aur Falfifa, Lahore: Dār Al-shaur, 2010, 241

14 بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد از ابن رشد،997،1223

Badāyah al-Mujtahid by Ibn Rushd, 997, 1223

15 بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد از ابن رشد،491،501

Badāyah al-Mujtahid by Ibn Rushd, 491, 501

16 بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد از ابن رشد،371،1217

Badāyah al-Mujtahid by Ibn Rushd, 371, 1217

17 بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد از ابن رشد،175، 219

Badāyah al-Mujtahid by Ibn Rushd, 175, 219

18 بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد از ابن رشد،1221، 1228

Badāyah al-Mujtahid by Ibn Rushd, 1221, 1281

19 القرآن، *24 : 31*

Al-Qurān, 24 : 31

20 بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد از ابن رشد،181، 506

Badāyah al-Mujtahid by Ibn Rushd, 181, 506

21 بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد از ابن رشد،636، 1180

Badāyah al-Mujtahid by Ibn Rushd, 636, 1180

22 بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد از ابن رشد،186، 383

Badāyah al-Mujtahid by Ibn Rushd, 186, 383

23 ابن رشد، ابو الولید محمد بن احمد، تلخیص السیاسة لافلاطون، تحقیق: حسن مجید العبیدی و فاطمة کاظم الذهبی ، دار الطلیعة ، بیروت ، 1998، 168

Ibn Rushd, Abū al-Walid Muhammad ibn Ahmad, Talkhis al-Syasiah le Aflatun, Edit: Hassan Majeed al-Ubaidy, Dar al-Taleah, Bayrūt, 1998, 168

24 ابن رشد، ابو الولید محمد بن احمد، تلخیص کتاب الجدل، تحقیق: تشالز بتروث، الھیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب، القاہرۃ،1979،48،359

Ibn Rushd, Abū al-Walid Muhammad ibn Ahmad, Talkhis Kitab al-Jadal, Edit: Tashalaz Bitros, Al-Qahira: Al-Hayyeyah al-Misriya al-Aama llkitab, 1979, 359

25 ابن رشد، ابو الولید محمد بن احمد، فصل المقال فی تقریر ما بین الشریعۃ والحکمۃ من الاتصال، مرکز دراسات الوحدۃ العربیۃ، بیروت،1997ء،91،95

Ibn Rushd, Abū al-Walid Muhammad ibn Ahmad, Fasl al-Maqal fi Taqrir mā bain al-Shariah wa al-Hikmah min al-Itasal, Markaz Darasat al-Wahdah al-Arabia, Bayrūt, 1994

26 ابن رشد، ابو الولید محمد بن احمد، رسائل ابن رشد الطبیۃ، تحقق: سعید زاید وجورج قنواتی، الھیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب، القاھرۃ، 1987، 366، 409

Ibn Rushd, Abū al-Walid Muhammad ibn Ahmad, Risail Ibn Rushd al-Tibeyah, Al-Qahira: Al-Hay’ah al-Misriyah al-Aama li al-Kutub, 1987, 366, 409

27 بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد از ابن رشد، 101، 315

Badāyah al-Mujtahid by Ibn Rushd, 101, 315

28 ابن رشد، ابو الوليد محمد بن احمد، شرح ابن رشد لارجوزة ابن سينا ،كتابخانه مدرسه فقاهت ايران، 1/ 21

Ibn Rushd, Abū al-Walid Muhammad ibn Ahmad, Sharah Ibn Rushd le Arjoza Ibn Sina, Kitab Khana Madrasa Faqahat Iran, 1/ 21

29 البخاری، محمد بن اسمٰعیل، الصحیح البخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب اجرالحاکم،اذا اجتهد فاصاب اواخطا۔ رقم 7352

Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, Al-Ṣaḥīḥ Al-Bukhārī, Raqam: 7352

30 ابن رشد، ابو الوليد محمد بن احمد، الآثار العلوية، تحقيق: سهير فضل الله ، الهيئة المصرية العامة للكتاب، القاهرة، 1994، 18

Ibn Rushd, Abū al-Walid Muhammad ibn Ahmad, Asār al-Alvia, Al-Qahira: Al-Haiyah al-Misria al-Ama li al-Kitab, 1994, 18

31 ابن رشد، ابو الولید محمد بن احمد، تلخیص السماء والعالم، تحقیق: جمال الدین العلوی، منشورات کلیۃ الآداب، فاس (268، 272)۔

Ibn Rushd, Abū al-Walid Muhammad ibn Ahmad, Talkhis al-Sama wa al-Alam, Editing: Jamal-ud-Din al-alvi, Manshurat Kuliyyah al-Adab, Fass, 268, 272

32 تلخيص السماء و العالم لابن رشد، 84

Talkhis al-Sama wa al-Alam by Ibn Rushd, 84

33 ابن رشد، ابو الوليد محمد بن احمد، تلخيص الآثار العلوية، تحقيق: جمال الدين العلوي، دار الغرب الاسلامی، بيروت، 1994م، 141

Ibn Rushd, Abū al-Walid Muhammad ibn Ahmad, Talkhis Al-Āthār al-Alvia, Bayrūt: Dār al-Gharb al-Islāmī, 1994, 141